(نوٹ: یہ جناب محمد دین جوہر کی تحریر ہے جو 7 دسمبر 2019ء کو "اشتراکیت: سرمایہ داری کا ہراول " کے عنوان سے جائزہ ڈاٹ پی-کے پر شائع ہوئی تھی۔ معروف رسالے 'ترجمان القرآن' کے نائب مدیر جناب سلیم منصور خالد تک یہ تحریر پہنچی تو انھیں بہت پسند آئی اور انھوں نے بہت زیادہ تبدیلیوں کے بعد اسے 'ترجمان القرآن' کے شمارہ جولائی 2024ء میں شائع فرمایا۔ یہ تبدیلیاں عنوان ہی سے شروع ہو جاتی ہیں اور مضمون کے آخر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ سرخ رنگ میں نظر آنے والے تمام الفاظ / جملے / رموز او قاف / فارمیٹنگ وغیرہ وہ تبدیلیاں ہیں جو سلیم صاحب نے فرمائیں۔ سُرخ رنگ میں جو الفاظ / جملے وغیرہ کٹے ہوئے نظر آرہے ہیں وہ جائزہ پہ شائع شدہ اصل تحریر میں موجود تھے مگر سلیم صاحب نے کاٹ دیے، اسی طرح سُرخ رنگ میں جو الفاظ / جملے وغیرہ انڈر-لائن نظر آرہے ہیں وہ سلیم صاحب نے اضافہ کیے ہیں۔ جن پیراگرافس کے شروع میں پیراگراف کی علامت یعنی ¶ نظر آرہی ہے وہ اصل تحریر میں پچھلے پیراگراف ہی کا حصہ تھے مگر سلیم صاحب نے نئی فارمیٹنگ کرتے ہوئے کئی پیراگرافس کو کو ایک یا زائد پیراگرافس میں بدل دیا۔ کبیر علی)

اشتراکیت، ~~: سرمایہ داری نظام کا ہراول~~ سرمایہ داریت کی مددگار

~~[نوٹ: کئی سال قبل لکھی گئی یہ تحریر اختصاری تدوین کے بعد پیش خدمت ہے۔ خدا خیر کرے 'لال لال' پھر بجنے لگا ہے۔ لگتا ہے اب کے 'عفریت' نے 'آسیب' کو قم کہہ کے کھڑا کیا ہے۔]~~

1 ~~اس بھیانک عنوان پر نظر پڑتے ہی دیدوں میں ترمرے پھر جاتے ہیں، جھرجھری دوڑ جاتی ہے، اور معانی پھڑک پھڑک~~
2 ~~جاتے ہیں۔ دیوارِ جاں کی اوٹ سے اشتراکی مسیحائی خاک بسر نظر آتی ہے، اور کہیں افتادگانِ خاک کی دھول میں نگوں سار~~
3 ~~اور اٹی ہوئی۔ اشتراکیت اب اجنبی نہیں، اور تاریخ کے روبرو اس کی دزدیدہ نگاہی اور سرمایہ داری نظام کے سامنے اس کی~~
4 ~~کجکلاہی معلوم ہے۔~~ 'اشتراکیت' تہذیبِ مغرب کا خانہ زاد نظریہ ہے، اور یورپ کو بقول مارکس اس 'آسیب' (specter)
5 کے لپٹنے کا مدتوں دھڑکا لگا رہا۔ ~~لیکن~~ سرمایہ داری سے یورپ ایسا 'عفریت' (Monster) بن چکا تھا کہ 'آسیب' بھی اس
6 سے پناہ مانگتے تھے۔ اس 'عفریت' ~~کی اپینڈکس~~ سے پیدا ہونے والا یہ آسیب جہاں جہاں اترا ہے، اسے دیکھ کر آدمی سوچتا
7 ہے کہ کہیں اشتراکیت سرمایہ داری نظام کا ہروال ہی تو نہیں؟ ~~اگر اشتراکیت کا نسب نامہ بھول نہ گیا ہو، اور اس کے~~
8 ~~'کارہائے نمایاں' بھی یاد رہ گئے ہوں تو سچ یہی ہے، اس کی تقدیر بھی یہی ہے، اور تاریخ کا فیصلہ بھی یہی ہے۔~~

9 اس میں کچھ شک نہیں کہ مارکسی فکر ہم عصر دنیا کے نفسی، سماجی اور سیاسی علوم میں بہت گہرائی تک سرایت کر چکی ہے۔
10 سرمایہ داری نظام پر گہرا اور ثقہ علمی نقد اور فکری ردعمل اشتراکیت ہی کی صورت میں سامنے آیا تھا۔ گزشتہ ڈیڑھ صدی
11 کی طرح، موجودہ تاریخی صورت حال میں بھی سرمایہ دارانہ نظام کی درست علمی تفہیم، اور اس کے خلاف فکری اور عملی
12 مزاحمت اشتراکی فکر کے بغیر سامنے نہیں لائی جا سکتی۔

13 ¶یہ بھی درست ہے کہ دنیا کے بڑے مذاہب کی علمی روایت~~یتوں کی کوکھ سے~~ کے بیش تر عَلم برداروں کے قلم سے
14 موجودہ عہد میں کوئی ایسی توجہ کھینچ لینے والی چیز سامنے نہیں آسکی ~~چیز برآمد نہیں ہوئی ہے~~ جو سرمایہ دارانہ نظام کی تفہیم اور
15 اس کے زبردست محاکمے ~~کے قابل~~ پر مشتمل ہو۔ اگر کسی مذہبی آدمی کو یہ غلط فہمی ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کے اندر
16 رہتے ~~ہوئے~~ اور اپنے مذہب کی ~~مرادات کو بھی حاصل~~ قرارِ واقعی وضاحت کرتے ہوئے سرمایہ داری کو چیلنج کر سکتا ہے تو
17 اسے تھوڑی دیر کے لیے اس دنیا کو اپنی حسرت ~~اور حرص~~ کی آنکھ~~وں~~ کے بجائے شعور کی آنکھ سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔
18 ~~یہ بات بھی بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ مذاہب کے اوندھے ہوجانے کے بعد~~ بہر حال، سرمایہ داری نظام کے عالمگیر
19 جبر واستحصال کے خلاف ~~اگر~~ انسانی ضمیر کی ~~کوئی آواز باقی رہ گئی ہے تو اس کی~~ اب بھی نمائندگی ~~بھی~~ باقی ماندہ اشتراکی فکر ہی
20 کر رہی~~تی~~ ہے۔

21 ہمیں ~~یہ بھی~~ یاد ہے کہ اقبالؒ نے اشتراکیت کی بجائے اسلام کو سرمایہ داری کے لیے خطرہ قرار دیا تھا۔ ~~اس کی حیثیت اب~~
22 ~~صرف دعوے کی ہے۔~~ اقبالؒ کا یہ ایقانی مشاہدہ ایک تہذیبی امکان کی بنیاد پر تھا جسے ”عصر حاضر کے خلاف اعلان جنگ“ کو
23 ایک تہذیبی مزاحمت کے طور پر ہی بروئے کار لایا جاسکتا تھا۔ ~~تاریخ نے اقبالؒ کا یہ دعویٰ غلط ثابت کر دیا ہے، اور اس میں~~
24 ~~مضمر تہذیبی امکان اب مخدوش ہے، لیکن مرا نہیں۔~~ مسلم ذہن ابھی الوہی ہدایت کی مکتبی تفہیم میں غلطاں ہے، اور
25 اسلام کے تہذیبی امکانات اس کے ذہن میں ~~باقی بھی نہیں رہے~~ غالب نہیں آرہے۔ ہم ایسی کوئی فکر سامنے لانے میں
26 کامیاب نہیں ہوسکے جو کسی مزاحمانہ تہذیبی عمل کی بنیاد بن سکے، اور جو ہماری دینی اقدار سے ہم آہنگ بھی ہو۔

27 ¶گزری ہوئی جہانبانی کے ناسٹیلجیا (پرانی یادوں کے سرور) اور ~~حاضر و~~ موجود دنیا کے جبر نے ہمارے ~~قویٰ~~ اعصاب کو اس
28 قدر مضمحل کر دیا ہے کہ ~~کارِجہاں بینی کی~~ دُنیا کے معاملات، تضادات اور تقاضوں کو دیکھنے کی استعداد بہم نہ ہو سکی۔ اس
29 وقت علم اور عمل میں ~~اسلام~~ مسلمانوں کے جو تہذیبی مظاہر دنیا کے سامنے ہیں، ان پر صرف افسوس کا اظہار ہی کیا جاسکتا
30 ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اقدارِ ہدایت ~~کی توسیط~~ کے علمی اور عملی مظاہر دنیا کے سامنے پیش کریں جو الحق اور
31 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت العالمینی کا مظہر ہوں۔ ~~جدیدیت کافرگری و کافرسازی ہے، اور~~ جدیدیت کے اثرات
32 اس قدر گہرے ہیں کہ ~~ہم نے~~ مسلمان اہلِ دانش نے چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے اپنی دینی اقدار کو سرمایہ دارانہ نظام کو مسلسل
33 جواز دینے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ ~~اگر تاریخ نے اقبالؒ کے دعوے کو روندڈالا ہے تو یہ بلاوجہ نہیں کیونکہ ہم تو اقدارِ ہدایت ہی کو~~
34 ~~جدیدیت کا تابع مہمل بنانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ اس ضروری جملہ معترضہ کے بعد~~ چونکہ اشتراکیت نے بڑے پُرزور انداز
35 سے سرمایہ داریت کو چیلنج کیا تھا، اس لیے اشتراکیت کے زوال و انہدام کے بعد اس کو کو ازسرِنو دیکھنے کی کوشش ضروری
36 ہے۔

37 سرمایہ داری اور اشتراکیت کی وجودی ~~عینیت~~ حقیقت

38 سرمایہ داری نظام اور اشتراکیت دونوں مغرب کی تاریخی اور علمی روایت کا ثمر ہیں اور ان کی ~~عروقِ فکر میں~~ فکری رگوں
39 میں تنویری منصوبے (The -Enlightenment -Project) کے ’کارخانے‘ میں ~~خردکا تخلیق کردہ~~ سفید و سفاک لہو

یکساں گردش کر رہا ہے۔ سرمایہ داری نظام اور اشتراکیت کی وجودیات (ontology) ایک ہے۔ ان کی وجودی سطح وجود ایک ~~ہے~~ اور مادی ہے۔ دونوں ایک ایسے تہذیبی شعور کا حاصل ہیں جس میں ماورا کے سارے روشندان بند کر دیے گئے ہیں ~~اور~~ یہ ایک ایسی تاریخ کا ثمر ہیں جس کے ماورائی ~~کواڑ~~ دروازے میخیں ٹھونک کر ~~پاٹ~~ بند کر دیے گئے ہیں۔ دونوں کا تصورِ کائنات ایک ہے، ان کا تصورِ انسان ایک ہے، ان کا تصورِ اخلاق ایک ہے۔ ان دونوں کا انسان کے بنیادی سوالات کی بابت جواب ایک ہے۔ انسانی زندگی کی ~~بدیہات~~ بنیادوں پر اگر سرمایہ داری نظام اور اشتراکیت کا جواب ایک ہے تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں، کیونکہ ان دونوں نے یہ جوابات اپنے مشترک تصورِ حیات ~~/ورلڈویو~~ جدیدیت (Modernity) سے ورثے میں پائے ہیں۔

¶ ان کا اختلاف معاشرے کی معاشی تشکیل اور ریاست کے ~~مزعومہ~~ فرائض اور سرمائے کے انتظام پر ہے۔ جدیدیت، شعور و عمل کی ~~پوری تقویم ہے~~ ایک مربوط روایت ہے۔ یہ فکر میں انکار اور عمل میں بغاوت ہے۔ سرمایہ داری نظام میں انکار پہلے ہے، اور بغاوت اس کے جلو میں ہے۔ اشتراکیت اپنی رومانوی نہاد کے باعث انکار اور بغاوت کو بیک ~~آن~~ وقت سامنے لاتی ہے۔

سرمایہ داری نظام اور اشتراکیت کے تاریخی مظاہر میں ایک مماثلت ایسی ہے، جس پر بہت کم گفتگو ہوئی ہے، اور وہ ہے دونوں کا استعماری (Imperialistic) ~~ہونا ہے~~ ذوق، مزاج اور عمل کا حامل ہونا۔ سوویت اشتراکیت نے زارِ روس کے نظامِ طاقت اور معیشت کو بالکل منہدم کر دیا، لیکن اس کے ~~مسلم محروسات~~ زیرِ قبضہ مسلم علاقوں کو نہ صرف جبری قبضے تلے جوں کا توں ~~میں~~ رکھا بلکہ ان کے روایتی مذہبی اور سماجی اسٹرکچر کو بھی فنا کر دیا۔ باقی دنیا میں استعماری ~~محروسات~~ مقبوضات تو جنگ عظیم دوم کے بعد آزاد ہونا شروع ہوئے، لیکن وسطی ایشیا کے مسلم ~~محروسات~~ محکوم خطوں پر اشتراکی جبر اور ظلم کی طویل رات نوے ~~کی دہائی~~ کے عشرے کے اوائل تک باقی رہی، اور ~~سوویت~~ اشتراکی روس کے انہدام کے ساتھ وہ علاقہ جات بھی نام کی آزادی حاصل کر پائے۔ یہی حال اشتراکی روس کے ہاتھوں مشرقی یورپ کا رہا۔ اشتراکیت کے فکری نسب اور تاریخی مظاہر کی بنیاد پر یہ کہنا ممکن نہیں کہ دنیا کی مقہور و محکوم اقوام کے لیے اشتراکیت سیاسی اور تہذیبی امید کا کوئی پہلو رکھتی ~~ہے~~ تھی۔

اصلاحات، انقلاب اور ریاست، سرمایہ داری نظام کے پیدا کردہ تاریخی مظاہر ہیں۔ برطانوی تاریخ میں سیاسی عمل اصلاحات کی شکل میں آگے بڑھا، جبکہ فرانس کے قومی سیاسی عمل میں انقلاب کو مرکزیت حاصل ہو گئی۔ دونوں کا مقصد ریاستی مداخلت سے سرمایہ دارانہ مقاصد کو آگے بڑھانا تھا۔ اشتراکیت، ان اصلاحات پر یقین نہیں رکھتی، اور اس نے انقلاب اور ریاست کو اپنے سیاسی اور معاشی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا۔ جدید ریاست چونکہ سرمایہ داری کے سانچے پر وجود میں آئی تھی اس لیے مارکس اس کے از خود تحلیل ہو جانے کی رومانوی اور افسانوی آرزومندی پر ~~مولویانہ~~ یقین رکھتا تھا۔

اشتراکیت سرمایہ داری کا ہراول کیوں ہے؟

67

68 جدیدیت کے اصل ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں اشتراکیت نے سرمایہ داری نظام سے کہیں زیادہ جوش اور ولولہ دکھایا۔ ~~ء~~

69 ~~اور~~ جو کام جدیدیت نے سرمایہ دارانہ معاشروں میں صدیاں لگا کے کیا تھا، وہ اشتراکیت نے یورپ اور یورپ سے باہر کے

70 معاشروں میں چند ~~دہائیوں~~ عشروں میں حاصل کر دکھایا۔ اور یہ مقصد روایت اور مذاہب کی بنیاد پر بنے ہوئے معاشروں

71 کے اسٹرکچر کو توڑ کر فرد کو سرمائے کے قانونی اور معاشی اسٹرکچر میں لانا تھا۔ ابھی ہم اس بحث میں نہیں ~~پڑتے~~ آتے کہ

72 مذہب ضروری ہے یا نہیں، بلکہ ہمارا مسئلہ اس سے زیادہ گہرا ہے۔

73 ¶سرمایہ داری نظام کو جو معاشی انسان درکار تھا اور ہے، اس کی کچھ اساسی خصوصیات ہیں، مثلاً یہ کہ وہ بیگانگی ~~کی تجسیم ہو~~

74 اور اپنی ذات کے لطف و سکون سے عبارت ہو، تاکہ انسانی معاشرت کا مکمل خاتمہ ہو سکے۔ ~~اور~~ جو اپنی ذات کے صرف

75 ~~جسمی~~ جسمانی تقاضوں یعنی روٹی اور جنس کی تسکین ہی کو زندگی کا منتہائے مقصود سمجھتا ہو۔ یہی ~~"ابتر"~~ 'مسخ شدہ' انسان

76 صنعتی معاشرے کا آئیڈیل ہے، کیونکہ سرمایہ داری اور اشتراکی معاشرے کی سطحِ وجود ایک ہے اور دونوں میں انسان کا

77 آدرش ~~سیری (satiation)~~ انفرادی غرض مندی ہے۔ ایسا فرد جو اپنی ~~سیلف~~ ذات اور انسانی معاشرت سے منقطع ہو چکا

78 ہو اور مکمل طور پر ریاستی نظام قانون اور معاش کا متوسل ہو، سرمائے کی ارتکازی حرکیات میں ایک زبردست

79 ~~resource~~ کل پُرزہ بن جاتا ہے۔

80 ¶روایتی معاشرت کے مکمل خاتمے اور معاشی انسان کی تیاری اور پیداوار میں اشتراکیت نے زیادہ مستعدی

81 ~~(efficiency)~~ اور سرعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ سرمایہ داری نظام نے یہ مقاصد زیادہ تر قانون سازی، تعلیم اور کلچر کے

82 ذریعے ایک طویل تاریخی سفر میں حاصل کیے تھے اور براہِ راست ریاستی جبر کو بوقتِ ضرورت استعمال کیا تھا۔ اس کے

83 برعکس اشتراکیت نے یہی مقاصد براہِ راست ریاستی جبر سے حاصل کیے۔

84 **اشتراکیت کو 'سرمایہ داری نظام کا ہراول' ~~کہنے سے چند مرادات ہیں جن کا اول ذکر کرنا~~ کہتے ہوئے چند بنیادی مقدمات کا**

85 **ذکر ضروری ہے:**

86 (ا) سرمایہ داری کے اساسی ایجنڈے میں مذہبی تصورِ ~~حیات~~ زندگی کا جبری انخلا، مذہبی معاشرت کی فنا، ~~کنبے~~ خاندان کی

87 تشکیل نو، ~~حیات~~ انسانی زندگی کی نئی تقویم، ایک خالص معاشی انسان کی ایجاد اور اس کی واقعاتی تیاری، تاریخ سے اقدار کی

88 جلاوطنی، سرمایہ داری نظام سے مزاحم ہر تصور، سماجی ہیئت اور نفسی بناوٹ کی ~~پاشیدگی~~ ٹوٹ پھوٹ سرفہرست ہیں۔ یہ

89 سرمایہ داری نظام کے ~~ایسے~~ وہ تاریخی مقاصد ہیں، جن کے حصول میں سرمایہ داری نظام کو اپنے تمام تر علمی، ثقافتی اور

90 اقتداری وسائل کے باوجود سخت دشواریاں پیش آتی رہی ہیں۔

91 ¶اشتراکیت نے اپنی سیاسی جدوجہد اور سیاسی عروج میں سرمایہ داری نظام کے ان دوررس اور طویل المیعاد تاریخی مقاصد

92 کو حاصل کرنے میں ہمہ گیر، زبردست اور فوری کامیابی حاصل کرکے اس کو معاونت فراہم کی ہے۔ جن انسانی معاشروں

93 سے اشتراکیت کا بلڈوزر گزر جائے، وہ سرمایہ داری نظام کے لیے مقناطیسی کشش پیدا کر لیتے ہیں، اور آخر کار اس کی گود
94 میں آگرتے ہیں۔ روس اور چین اس کی بڑی روشن مثالیں ہیں۔

95 (۲) سرمایہ داری نظام کا ورلڈ ویو/ یا تصورِ حیات 'جدیدیت' ہے۔ 'تنویری منصوبہ' (Enlightenment Project)
96 اور 'خرد مندی کی پرستش' اس کی رسمی اور سیاسی تشکیل تھی، اور رومانویت اس کے خلاف ایک ردعمل۔ 'تنویری
97 منصوبے' کی اساس عقل انسانی پر رکھی گئی تھی جبکہ رومانویت مراج انسانی مزاج کے انفجار (explosion) کا مظہر تھی۔
98 تنویری منصوبے اور رومانویت نے مغرب کے سیاسی عمل کو بالکل نئے سرے سے مرتب کیا ہے۔ اول الذکر کے سیاسی
99 ایجنڈے میں اصلاحات (reforms) کو بنیادی حیثیت حاصل تھی جبکہ سیاسی رومانویت کا بنیادی ایجنڈا 'انقلاب'
100 (revolution) رہا ہے۔

101 ¶رومانوی آدرش پرستی (Romantic -Idealism) اصلاً تحریک تنویر اور ثقافتی رومانویت کے امتزاج سے سامنے آئی،
102 اور مغرب کی سیاسی تاریخ میں اس کا رول غیر معمولی رہا ہے۔ رومانوی آدرش پرستی ایک سیاسی تصور ہے جو مذہبی
103 معاشروں میں معاش اور سماج کے روایتی اسٹرکچر کو ایک لمحے کے لیے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا، اور اصلاحات کو لغو
104 خیال کرتا ہے۔ مذہبی معاشروں کی روایتی ساختوں کو توڑنے کے لیے رومانویت آدرش پرستی "انقلاب" کو بروئے کار لاتی
105 ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ داری نظام روایتی معاشروں کو "اصلاحات" کے طویل عمل سے گزار کر جدید بنانا چاہتا تھا تاکہ
106 جدیدیت کے ورلڈ ویو کو تاریخی حقیقت بنایا جا سکے، جبکہ 'رومانویت آدرش پرستی' عین یہی مقاصد ایک ہی ہلے میں حاصل
107 کرنا چاہتی ہے۔

108 ¶'اصلاحات' اور 'انقلاب' جدیدیت کے دو بڑے اور بنیادی سیاسی ہتھیار ہیں جو سرمایہ پرور سیاست اپنے مقاصد کو آگے
109 بڑھانے کے لیے استعمال کرتی ہے۔ اشتراکیت چونکہ جدید سیاست کی 'رومانوی آدرش پرستی' کا زیادہ شفاف
110 (crystallized) سیاسی اظہار ہے، اس لیے انقلاب اس کے لیے کہیں زیادہ لبھاؤ رکھتا ہے۔ اگر اشتراکیت نے انقلاب کو
111 اپنی سیاسی اور معاشی پیشقدمی کے لیے استعمال کیا ہے تو اس کا فائدہ آخر کار اور حتمی طور پر سرمایہ داری نظام ہی کو پہنچا ہے۔
112 سرمایہ داری نظام اشتراکی انقلابوں کا ملبہ سمیٹنے میں بہت طاق اور ہوشیار واقع ہوا ہے۔

113 (۳) اشتراکیت اپنے "سائنسی" تجزیے اور "تاریخی" دعوے کے قطعی برعکس جن جن معاشروں میں اقتدار پر متمکن
114 ہوئی وہ بنیادی طور پر زرعی، روایتی اور مذہبی معاشرے تھے۔ یہ آسیب haunt تو صنعتی یورپ کو کرتا ڈراوے تو صنعتی
115 یورپ کو دیتا رہا لیکن چمٹا بے خبر بچارے ہل چلانے والوں کو جا کے۔ انسانی معاشروں کی تبدیلی اور ان کی تشکیل نو میں
116 اشتراکیت کا ایجنڈا زیادہ ریڈیکل انقلابی تھا۔ اشتراکیت نے جدیدیت کے اساسی ایجنڈے کے مطابق، جس میں یہ سرمایہ
117 داری نظام کے عین مشابہ ہے، ان معاشروں کو ایک ثقافتی اور سماجی، بلکہ درست تر معنوں میں ایک تہذیبی ریگزار بنا کر اور
118 ایک سسکتے، کراہتے صنعتی نظام میں جکڑ باندھ کر، سرمایہ داری نظام کے لیے تیار کیا اور پھر اس کے سپرد کر دیا۔ اشتراکیت
119 نے سرمایہ داری نظام کے ہر اول کا کام کرتے ہوئے زرعی یا نیم زرعی معاشروں کی روایتی ساخت کو مکمل طور پر توڑ دیا، اور

120 شناختوں پر کالک پھیر دی۔ روایتی کلچر کو مکمل طور پر فنا کر دیا اور سرمایہ داری نظام کے لیے زیادہ کھلا اور زیادہ صاف راستہ
121 ہموار کیا۔

122 ¶ سرمایہ داری نظام کے بے پایاں جبر اور استحصال کے سامنے روایتی معاشروں کی ساخت جو مزاحمت کھڑی کرتی ہے
123 اشتراکیت نے اسے یک قلم صاف کر دیا اور سرمایہ داری نظام کی آمد کا اسٹیج تیار کیا۔ چین، روس اور کسی حد تک بھارت میں
124 سرمایہ داری نظام کی فتح اگر غور کیا جائے تو اپنے ~~عمق اور پہنائی~~ گہرے پن اور وسعت میں انقلابِ فرانس کو پیچھے چھوڑ چکی
125 ہے، کیونکہ اب تک تو انقلاب فرانس ہی سرمایہ داری نظام اور 'رومانویت آدرش پرستی' کی سب سے بڑی فتح خیال ~~کی جاتی~~
126 ~~رہی~~ کیا جاتا رہا ہے۔

127 **سرمایہ داری نظام اور مزاحمت**

128 سرمایہ داری نظام کو اپنی تاریخ میں دو بڑی اور طویل مزاحمتوں کا سامنا ہوا~~۔~~: ایک وجودی اور سماجی تھی اور دوسری فکری
129 اور سیاسی ~~تھی~~۔ پہلے زمرے میں دنیا کے تمام مذاہب آتے ہیں، اور دوسرے زمرے میں اشتراکیت ہے۔ ایک طرح
130 سے مذہب کی مزاحمت 'خارجی' اور اشتراکی مزاحمت 'داخلی' تھی۔ بدقسمتی سے دونوں کو سرمایہ داری کے مقابلے میں
131 ~~زبردست~~ شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اب چونکہ دونوں کا دنیا کا دیکھنے کا انداز غالب طور پر نظریاتی ہے، یعنی وہ حالات کو
132 تبدیل کرنے کے لیے دیکھتے ہیں، سبق حاصل کرنے کے لیے نہیں، اس لیے دونوں ایک 'رومانوی انکار' (self-
133 denial) کی سی حالت میں ہیں، اور اپنے اوپر آنے والے تاریخی فیصلے کو تسلیم کرنے اور اس کے مضمرات کو قبول کرنے
134 کے لیے تیار نہیں۔ اب عالمی منظر نامے کو دیکھیں تو مذہب تقریباً صرف انفرادی اور سماجی سطح پر زندہ ہیں، اور اشتراکیت
135 صرف سماجی اور سیاسی فکر کی سطح پر۔ اجتماعی سطح پر اقتدار، سرمایے اور میڈیا پر مذہب اور اشتراکیت کا اظہار تو کسی نہ کسی
136 شکل میں موجود ہے مگر اختیار ختم ہو چکا ہے۔

137 ~~لیکن~~ تاہم، سرمایہ داری نظام کے سامنے اشتراکیت اور مذہب دونوں کی شکست میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ اشتراکیت
138 ایک سیاسی نظریے اور آدرش کے ساتھ ساتھ جدید دینا کی حرکیات کو مکمل طور پر بیان کرنے والا علم بھی رکھتی ہے۔
139 مذاہب صرف سیاسی آدرش رکھتے ہیں، اور جدید دنیا کو سمجھنے والے ~~علم سے ان کا دامن خالی ہے~~ مقدمات کا جواب دینے میں
140 حیرانگی کا شکار ہیں۔~~،~~ یعنی مذہبی علوم موجودہ تاریخی صورت حال سے کوئی متوازیت نہیں رکھتے ~~، جبکہ اشتراکی فکر کو یہ~~
141 ~~صلاحیت حاصل ہے۔~~ اس فرق ~~ہی~~ کا نتیجہ ہے کہ اشتراکیت اپنی مکمل سیاسی شکست میں ~~بھی~~ سرمایہ داری نظام کا آلہء کار
142 نہیں بنی، جبکہ مذاہب کے بیش تر رہنما جدیدیت اور سرمایہ داری کے سامنے اپنی مکمل تہذیبی شکست کے بعد دامے،
143 درمے، سخنے سرمایہ داری نظام کے بہت بڑے آلۂ کار بننے سے نہ بچ سکے۔

144 ¶ عیسائیت اور یہودیت کی تقدیر تو ہمارے سامنے ہے، اب یہی امر اسلام کے ساتھ بھی دہرایا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ
145 ہوئی کہ مذاہب اپنی روحانی صداقتوں، اخلاقی مسلمات اور تہذیبی اقدار کو ایسے علم کی صورت دینے میں ناکام رہے جس
146 کے پیچھے چلتے چلتے جدید آدمی ان بیان کردہ حقائق تک رسائی پا سکے، اگر وہ ان کی تفہیم کی کوئی طلب اپنے اندر پاتا ہو۔

مذہبی حقائق کو صرف لامتناہی طور پر دہراتے چلے جانے سے اب کام بننے کا نہیں۔ روایتی معاشروں میں انسان ان حقائق کے براہ راست روحانی اور اخلاقی انجذاب کی صلاحیت رکھتا تھا، لیکن سرمایہ داری نظام کی میکانکی معاشرت اور مالی سیاست میں رہتے رہتے جدید انسان میں ایسی ذہنی اور نفسی تبدیلیاں در آئی ہیں کہ وہ الوہی حقائق کی فطری قبولیت کی صلاحیت باقی نہیں رکھ سکا۔

اشتراکیت: تاریخی اور فکری تناظر میں

اہل نظر واقف ہیں کہ کارل مارکس نے جس primitive accumulation کا ذکر کیا ہے، وہ سرمایہ داری کے ایام طفولیت تھے، اور اس عہد میں جدید ریاست نے ~~اپنے توام~~ سرمایہ داری کی دستگیری کے لیے زبردست کمک اور رسد کا بندوبست کیا تھا۔ تفصیلی بحث کو مؤخر کرتے ہوئے جدید ریاست کے بارے میں ایک بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ سرمایہ داری نظام کے سانچے پر بنائی گئی ہے۔ جدید ریاست نے سرمایے کے ارتکاز کے قانونی راستے بنائے اور علم سے ان کی یاوری کی، اور معاشی ارتکاز کے بے پایاں جبر کو مستقل سیاسی جواز فراہم کیا۔ یہ جدید ریاست کا فوری مقصد تھا۔

¶ابتدائی دور میں جدید ریاست کی فراواں قانون سازی کا دوسرا اور دوررس مقصد یورپی معاشروں میں مذہبی معاشرت کو تحلیل کر کے فرد اور کنبے کی پرولتار سازی تھی۔ اس کا مقصد انسانی اجتماع کو ~~معاشرت اساس سے سیاست~~ معاشرتی اساس کے بجائے سیاسی اساس بنانا تھا، یعنی انسانی رشتے کی سماجی جہتوں کو ختم کر کے انہیں مکمل طور پر قانونی اور معاشی بنانا تھا۔ معاشرت میں گندھا ہوا آدمی سرمایہ داری نظام میں کام کے قابل نہیں ہوتا، اور روایتی مذہبی معاشرت کی ~~فنا~~ دُنیا اور پرولتار سازی سے افراد کو "لیبر مارکیٹ" میں لانا ممکن ہو جاتا ہے۔ جدید ریاست کے پاس سرمائے کے ارتکاز کو قانونی کمک فراہم کرنے کا واحد راستہ جبر تھا۔ اس ابھرتے ہوئے نظام کے سامنے سیاسی مزاحمت بھی ہوئی جسے ریاست نے آن کی آن میں بے دردی سے کچل کر رکھ دیا۔ لیکن سب سے بڑی مزاحمت وہ طرزِ حیات تھا، وہ معاشرت تھی، زندگی کا وہ انداز تھا جو مذہب نے تشکیل دیا تھا اور فرد اس معاشرت میں "گندھا" ہوا تھا۔ یہیں پر جدید ریاست کا نظام کار سب سے زیادہ معاون ثابت ~~ہوئی~~ ہوا۔

¶سرمایہ داری نظام نے علم کی قلمرو سے باہر مذہب پر براہ راست سیاسی حملے اور اسے بالجبر ختم کرنے سے گریز کیا ہے۔ مذہبی معاشرت کو تحلیل کرنے، انسانوں کی نفسی اور بدنی زندگی پر اپنی عملداری قائم کرنے اور سرمایہ داری نظام کو "لنڈورا" فرد (پرولتار) مہیا کرنے کے لیے جدید ریاست نے قانون سازی کو استعمال کیا۔ اس قانون سازی کا مقصد اس طرزِ معاشرت کو فنا کرنا تھا جو پرولتار سازی میں مزاحم ~~تھی~~ تھا، اور جو معاشرت ابھرتے ہوئے سرمایہ داری نظام کے تحت واقع ہو رہی تھی ~~اور اس کے پنپنے کی وجودی شرط تھی~~۔ جدیدیت نے مذہب کی اساس کو نئے علم سے، اور مذہب کے تابع معاشرت کو جدید ریاست نے پارلیمانی اور عدالتی اور بین الاقوامی قانون سازی سے نابود کیا۔ نئے نظام کو جو نیا انسان چاہیے تھا، وہ فراہم کرنا چونکہ ریاست کی ذمہ داری تھی، لہٰذا اس نے تعلیم اور قانون سازی کے ذریعے یہ کام سرانجام دیا۔ جدید ریاست نے اس پیشرفت میں غیر معمولی احتیاط اور فراست و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ ~~اور سماج~~ معاشرے میں مذہب اور مذہب

174 سے پیدا ہونے والی معاشرت کو ~~بالجبر~~ جبری طور پر تبدیل کرنے کے لیے براہ راست ریاستی طاقت کو استعمال کرنے سے ~~حتی~~
175 ~~الامکان~~ بڑی حد تک گریز کیا۔ سوائے ان مواقع کے، جب مجبور و مقہور عوام نے ننگے اور وحشی استحصال کے خلاف
176 راست اقدام کی کوشش کی۔

177 یہاں اس امر کو سامنے رکھنا اشد ضروری ہے کہ جدید ریاست میں طاقت کا ارتکاز اور مسلسل نمو، اور سرمایہ داری نظام میں
178 سرمائے کا ارتکاز اور مسلسل نمو تاریخ میں بالکل متوازی ہیں۔ اس پالیسی میں جدیدیت کی غیر معمولی ~~تاریخی اور انسانی~~
179 فراست کو دخل ہے کہ اس نے ان دونوں اداروں، یعنی ریاست اور سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کو ایک تہذیبی ~~التباس~~ شبہے
180 یا دھوکے ~~۔~~کی خاطر الگ الگ رکھا۔ دوسری طرف اشتراکیت نے اپنے انقلابی جوش میں طاقت اور سرمائے کو ایک ہی
181 ادارے میں جمع کرنے کی کوشش کی اور ~~عدالتِ~~ تاریخ کی عدالت میں اس کی ~~روبکاری~~ پیشی ہوئی۔ علمی طور پر انکار اور عملی
182 طور پر التباس جدیدیت کی دو دھاری تلوار ہے، جس کا استعمال سیکھنے سے پہلے اشتراکیت نے اسے ہتھیانے کی نامراد ~~انہ~~
183 ~~سعی~~ کوشش کی۔ اگر مذہبی پیرائے میں بات کی جائے تو اشتراکی، مذہبِ جدیدیت کے خوارج ہیں۔

184 یہاں اس امر کا اعادہ بھی ضروری ہے کہ سرمایہ داری نظام اور اس کا اساسی تصورِ حیات یعنی مذہب جدیدیت، ~~مذہب فی~~
185 ~~نفسہٖ~~ روایتی مذہب کی مطلق ضد ہے۔ جدیدیت اور مذہب کی پیکار اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک مذہب اپنے
186 اساسی بیانات پر مداہنت اور معاشرت پر اثراندازی سے دستبردار نہ ہو جائے۔ ان آثار کے پیدا ہوتے ہی جدیدیت
187 مذہب سے جنگ بندی کا اعلان ہی نہیں کرتی، بلکہ سراپا شیر و شکر ہو جاتی ہے اور ~~ہارتے مذہب کو~~ اسے فوراً اپنی نوکری میں
188 ~~فوراً سے پیشتر~~ بھرتی کر لیتی ہے۔

189 ¶ کیا یہ بات ہماری نظروں سے اوجھل ہے کہ جدیدیت کی پہلی جنگ عیسائیت سے ہوئی؟ اور یہ کہ جب اس جنگ میں
190 عیسائیت نے جدیدیت کی تمام شرائط تسلیم کر لیں تو یہی مذہب مشنری تحریک بن کر استعمار میں بھرتی ہو گیا؟ اور یہ کہ
191 استعمار کے لیے سب سے زیادہ جواز سازی بھی اسی تحریک نے مہیا کی ہے؟ افسوس کہ چنگیز کو یہ سہولت میسر نہ آئی ~~اور~~
192 ~~آج اگر قاتلوں کی پریڈ ہو تو اس 'بونے' کو نگاہ کی بھیک تک نہ ملے~~۔ بھرتی سرمایہ داری نظام کا آفاقی طریقہ ہے۔ یہاں ہر
193 نوع کے، ہر رنگ کے، ہر نسل کے، ہر علم کے، ہر ہنر کے، ہر مذہب کے، ہر نظریے کے، ہر زبان کے، ہر کلچر کے آدمی کو
194 نوکری مل جاتی ہے اگر وہ چند بنیادی شرائط پوری کر دے، اور وہ شرائط عالم میں مشتہر ہیں، یہاں تک کہ اب مسلمانوں کو
195 بھی اس کا پتہ چل گیا ہے اور وہ دین کی نئی نئی تعبیرات کے تمغے سینے پر سجا کر ~~کے ہمارے والا جناب آقائے~~ جناب سر سید ~~کی~~
196 ~~اقتدا میں قطاریں بنا~~ کے پیچھے صف بندی کرتے نظر آ رہے ہیں، جیسے ~~کہ~~ ابھی نوکریوں کی دستار بندی ہونے والی ہے۔

197 **اشتراکیت اور کیمیائے انقلاب**

198 جدید تاریخ میں انقلاب کی کیمیا گری کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ سرمایہ داری نظام خود میں ایک تاریخی اور سماجی صورت
199 حال ہے، اور اس کی فکری اساس جدیدیت ہے۔ سرمایہ داری نظام ایک صورت حال کے طور پر تیز تر سماجی تبدیلی کا
200 تاریخی اسٹیج ~~ہوتا~~ سجاتا ہے ~~۔ سرمایہ داری نظام زمانی ڈھلوان سے لڑھکتا ہوا ایک مشینی سسٹم ہے~~، جو اپنی جگہ ایک مشینی

201 سسٹم ہے۔ انسانی معاشرہ اس سسٹم میں ~~ملفوف~~ لپٹا ہوا ہے۔ انسانی معاشرے کو اس سسٹم میں جو چیز ٹھونسے اور جکڑے
202 رکھتی ہے اس کا نام ریاست ہے۔ معاشرے کو اس نظام کے مطابق بنائے رکھنے کا کام ریاست کی ذمہ داری ہے، اور وہ یہ
203 کام قانون سازی، تعلیم اور ثقافتِ زر سے کرتی ہے، اور ~~جنہیں~~ یہ سارے کام 'اصلاحات' کے نام سے سامنے لاتی ہے۔

204 ¶سرمایہ داری نظام میں تبدیلی کی رفتار چونکہ فطری سے زیادہ میکانکی ہوتی ہے، اس لیے فرد اپنی نفسی حالت میں اور انسانی
205 معاشرہ اپنی اجتماعی حالت میں اس کا ~~ہمگام~~ ہم قدم نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہی ~~ہمگامی~~ ہم قدمی پیداواری سرمایے کی اولین
206 ضرورت ہے، اور اس کے بغیر سرمایہ داری نظام زندہ نہیں رہ سکتا۔ انسانی معاشرت بھلے وہ مذہبی بنیادوں پر استوار کی گئی
207 ہو، ~~بھلے pagan~~ یا الحاد کی بنیادوں پر قائم کی گئی ہو، تیز تر تبدیلی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کے
208 بتدریج خاتمے کے لیے ریاست "اصلاحات" کے نام پر تعلیمی تبدیلیاں اور قانونی طومار سازی کا کام نہایت سرعت سے
209 کرتی ہے۔ جس طرح ~~قافلۂ اسیر ان~~ قیدیوں کے قافلے کے سست گام افراد کو چلانے کے لیے کوڑے برسائے جاتے ہیں
210 اور اس 'محنت' میں ان بے چاروں کی کھال تک ادھڑ جاتی ہے، اسی طرح "اصلاحات" کے سرمایہ دارانہ کوڑے ریاستی
211 قانون بنا کر عام، بے بس اور نادار لوگوں کی پشت پر اس کثرت اور تسلسل سے برسائے جاتے ہیں کہ ~~ردائے~~ معاشرت کی
212 چادر تار تار ہو جاتی ہے۔

213 اصلاحات کے باوجود اگر معاشرے میں تبدیلی کی رفتار سرمایہ دارانہ نظام کے ~~اقتضا~~ تقاضوں اور ضرورت کے مطابق نہ ہو تو
214 تبدیلی کے لیے تاریخی دباؤ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس تاریخی دباؤ کا معاشرے کی سیاسی اور معاشی کایاکلپ میں ظاہر ہو
215 جانا انقلاب ہے۔ ایسا انقلاب، انسانی معاشرے کو سرمائے کی ترجیحات کے مطابق رکھنے کے لیے ایک راست اقدام ہے،
216 جس کی بڑی مثال فرانسیسی انقلاب ہے۔ اس تناظر میں ہمارے خیال میں انقلاب فرانس سرمایہ داری نظام کی آج تک کی
217 سب سے بڑی فتح ہے، اور یہ ایسے تاریخی حالات میں برپا ہوا جب فرانسیسی معاشرے کے سیاسی حالات اور معاشی حقائق
218 میں ایک زبردست ~~تفاوت~~ عدم توازن پیدا ہو چکا تھا اور روایتی سیاسی اور سماجی اسٹرکچر نئی معاشی قوتوں کا ساتھ نہیں دے
219 رہے تھے۔ معاشی اور سیاسی حالات میں تضاد اور ~~تفاوت~~ عدم توازن انقلاب جیسی بڑی تبدیلی کو ناگزیر بنا دیتے ہیں۔
220 اشتراکیت نے انقلاب کو اپنی سیاسی پالیسی کے طور پر اپنایا، اور متحدہ پرولتار کے جنگ جویانہ (violent) سیاسی عمل سے
221 سرمائے اور سیاسی طاقت کے وسائل پر قبضے کے راستے تلاش کیے۔

222 کارل مارکس نے تاریخ کی حرکت کو "مادی جدلیات" کے قانون میں دریافت کیا۔ معاشرے کی معاشی طبقہ بندی اور
223 معاشی وسائل کے لیے کشاکش تاریخ کا اصول حرکت ہے۔ کسی بھی معاشرے میں دو طبقات معاشی وسائل کے حصول
224 اور ان پر قبضے کے لیے باہم پیکار میں ہیں، اور تاریخ مسلسل حالتِ جنگ کا نام ہے۔ تاریخ کی اصل حقیقت یہی جدلیات
225 ہے، اور رسومیات، تصورات، نظریات، اخلاقیات، اقدار بھی اسی جنگ کا ایندھن ہیں، اور ہر مرحلۂ جنگ اپنے اختتام پر
226 نئے تصورات، نئی رسومیات، نئی اخلاقیات، نئے نظریات از خود پیدا کرتا ہے، جو دراصل ایک نئے مرحلۂ جنگ کا ایندھن
227 بن جاتے ہیں، اور ترقی بھی اسی سفر کا نام ہے۔

228 ¶کارل مارکس، سرمایہ ~~داری~~ داریت پر مبنی معاشرے کے ایک خاص لمحے میں تاریخ کی واقعیت اور حرکت کے تجزیاتی
229 عمل کو ایک مخصوص زاویے سے دیکھتا ہے۔ وہ اس میں کسی آرزو، کسی آدرش، کسی تمنا، کسی قدر، کسی وہم، کسی مروت، کسی
230 رعایت، کسی اعزاز، کسی رسم، کسی روایت، کسی تعلق، کسی خوف، کسی مفاد، کسی نظریے، کسی مابعد الطبیعیات، کسی عینیت،
231 کسی وجدانیت، کسی موضوعیت، کسی رومانویت، کسی مذہبیت، کسی علاقائیت، کسی نسلیت، کسی لسانیت، کسی نسبیت کو ذرا بھر
232 گنجائش دینے کے لیے بھی قطعی تیار نہیں۔ اس لیے کہ وہ تاریخی صورتِ حال (situation) کو ممکنہ انسانی حد تک، اسی
233 کے فراہم کردہ حقائق (facts) کے مطابق سمجھنا چاہتا ہے، اور اس کے لیے وہ اپنے ہم عصر معاشرے کے تمام علمی، فکری
234 اور تجزیاتی لٹریچر تک رسائی کو لازم ~~پکڑتا~~ قرار دیتا ہے۔

235 ¶کارل مارکس، انسانی شعور میں کسی ~~a priori~~ ترجیح اور انسانی معاشرے میں کسی ~~"دی گئی"~~ ماضی کی روایت کو سرے
236 سے تسلیم نہیں کرتا۔ ~~مارکس~~ اُس کا خیال ہے کہ اسی معروضی اور "سائنسی" تجزیے سے نئی سیاسی اقدار اور نیا نظریہ پیدا ہو
237 گا جو ایک نئے اور مکمل سیاسی عمل کی درست بنیاد فراہم کرے گا۔ ~~مارکس~~ وہ اپنے غیر معمولی عقلی اور بے رحمانہ
238 (ruthless) فکری تجزیے کے حاصلات کو درست تو خیال کرتا ہے، لیکن اس میں انسانی آرزؤں کا کوئی سامان نہیں پاتا۔
239 ~~یہی وجہ ہے کہ~~ اپنے تجزیے کو لبھاؤ دینے کے لیے ایک نہایت غیر عقلی، تصوراتی اور رومانوی بات کرتا ہے ~~جو اس کے~~
240 ~~مہیب تجزیے کو سہارنے کی استعداد پیدا کرتی ہے۔~~

241 ¶کارل مارکس کے بقول 'مادی جدلیات' کا عمل ایک دن از خود ختم ہو جائے گا، اور تاریخ کا عمل امتزاج (synthesis)
242 کی صورت میں اپنی منزل مراد پر پہنچ جائے گا۔ ~~ایسا لگتا ہے~~ گویا کہ انسانی عقل جب تجزیے کی منزل پر پہنچ جاتی ہے تو ~~کام~~
243 ~~کرنا چھوڑ دیتی ہے اور~~ انسانی آرزؤں کے آگے سپر انداز ہو جاتی ہے۔ 'مادی جدلیات' کے قرار پکڑنے، اور ریاست کے
244 از خود ختم ہو جانے کی آرزو ہی وہ حتمی امتزاج ~~synthesis~~ ہے جو ارضی جنت کی صورت میں ظاہر ہو گی اور اشتراکیت
245 انقلاب سے اسی کی طرف لپکتی ہے۔

246 ¶سرمایہ دارانہ فکر نے بھی 'تاریخ کی انتہا' (end-of-history) سے اسی 'جنت ارضی' کے قیام کی خبر دی ہے، اور اس
247 کا اختتامِ تاریخ بھی یہی 'امتزاج' ~~synthesis~~ ہے۔ ایسی جنتِ ارضی، یورپ کے بگڑے اور باغی انسان کی وجودی منزل
248 ہے، ~~بھلے~~ خیر سے وہ اشتراکی ہو یا بھلے سرمایہ دار۔

249 اشتراکیت کے 'آسیب' اور سرمایہ داری کے 'عفریت' کی تشکیل کردہ جدید دنیا میں ہمیں اپنے ورلڈ ویو کی تہذیبی معنویت
250 کو از سر نو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اول سوال یہ ہے کہ "کیا ہمیں اس ذمہ داری کا ادراک ہے؟" دوسرا سوال یہ ہے کہ
251 "کیا ہم اس کے لیے تیار ہیں؟"